سلسلہ خطبات جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

روحانی امراض اوراس کا علاج

نحمده نصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْأُمِّیِّیْنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ (الجمعة:۲)

’’وہی ہے جس نے امی لوگوں میں ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتوں کی تلاوت کریں اوران کو پاکیزہ بنائیں اورانہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں جبکہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔‘‘

وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم : الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله ألا وهی القلب(بخاری)

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار رہو! بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارہ بدن درست رہے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جائے گا۔خبردار! وہ (گوشت کا لوتھڑا) یہی دل ہے۔‘‘

ہماری حالت زار

محترم سامعین! آج ہم میں سے ہر ایک شخص مختلف پریشانیوں اور بیماریوں میں مبتلا ہے،کوئی شخص آپ کو پریشانی کے بغیر ملنا مشکل ہے۔ ہر گھر مسائل میں گرا ہوا محسوس ہوتا ہے، بڑوں اور بوڑھوں کے علاوہ آج کا بچہ اور نوجوان بھی مختلف قسم کی پریشانی اور بیماری میں پڑا ہوا ہے۔آخر وجہ کیا ہے؟ سب سے پہلے اس پریشانی اور بیماری کو معلوم کرنا ہے پھر اس کی وجوہات جاننی چاہئے اور جب بیماری معلوم ہوجائے تو اس کا علاج کرنا چاہئے ۔ الحمدللہ! ہم سب مسلمان ہیں،اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایمان اور اسلام کی قیمتی دولت سے نوازا ہے،اور ہمارے لئے جس دین کا انتخاب فرمایا اسی کو دین فطرت قرار دیا کہ انسان کے ماحول اور طبیعت کے موافق بنایا گیا دین ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس دین کو انسانی زندگی کے تمام پہلو کو مدنظر رکھ کر ہمارے لئے متعین فرمایا تو پھر اس دین میں زندگی کی تمام ضروریات وسہولیات بھی موجود ہونگی اور زندگی میں پیش آنے والی تمام پریشانیوں اور بیماریوں کا علاج بھی ضرور ہوگا۔ آیئے ہم اپنی تمام پریشانیوں کا حل اپنے دین میں

تلاش کرتے ہیں اور اس عظیم ہستی (جن کے صدقے اللہ تعالیٰ نے یہ دین انسانیت کو عطاء فرمایا) کے اسوہ حسنہ اور تعلیمات میں غور وفکر کرتے ہیں۔

بیماری کی وجوہات

جو حدیث مبارکہ میں نے آپ حضرات کے سامنے ذکر فرمائی اس میں محسن انسانیت نے ایک انتہائی خطرناک بیماری کی جڑ کا ذکر فرمایا کہ

الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله ألا وهی القلب

''یعنی خبردار رہو! بدن میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے کہ اگر وہ درست ہے تو سارا بدن درست رہے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جائے گا۔خبردار! وہ (گوشت کا لوتھڑا) یہی دل ہے۔''

محترم حضرات !اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کو تمام بیماریوں کا سبب بیان فرمایا، کہ تمام بیماریوں کا سبب دل ہے اگر دل صحت مند ہو تو سارا بدن صحت مند ہوگا اور اگر خوانخواستہ دل بیمار ہو تو تمام بدن بیمار ہوگا ۔ جب بیماری کی وجوہات معلوم ہو گئی ۔تو اب ان امراض کی تشخیص بھی قرآن وسنت سے معلوم کرتے ہیں چنانچہ بزرگان دین دل کے امراض بیان فرماتے ہیں کہ دل کی سب سے بڑی بیماری دنیا کی محبت ہے جو گویا دل کا کینسر ہے دوسری بیماری بغض وعداوت اور تیسری عظیم ترین بیماری آخرت سے غفلت ہے۔

دنیا کی محبت

جب دل میں یہ تینوں یا ان میں سے ایک مرض بھی پیدا ہو جائے تو پھر تمام بدن متاثر ہوگا۔ چنانچہ پہلی بیماری'' دنیا کی محبت'' کا ذکر خود رب العالمین قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے کہ

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا(ال عمران:١٤)

''لوگوں کیلئے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہیں یعنی عورتیں ، بچے ،سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر ،نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں، یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے۔''

بہرحال دنیا کی محبت جب حد سے زیادہ ہو جائے تو تباہی کا سبب بن جاتی ہے اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا کی محبت دل میں آنا گناہ ہے اور تباہی کا سبب ہے بلکہ دنیا کی محبت کے بغیر تو دنیا کا نظام چل نہیں سکتا، یہ کائنات اور اس کا نظام اسی تعلق اور رابطہ و محبت کے سبب رواں دواں ہے مگر جب یہ محبت اور تعلق اتنا زیادہ ہو جائے کہ دل پر غالب ہو کر انسان کو اپنے مقصد حیات سے غافل کر دے تو پھر یہ محبت انتہائی خطرناک بن جاتی ہے۔ اس کی مثال شوگر جیسی ہے کہ بدن میں شوگر مناسب مقدار میں اور بدن کے حاجات و ضروریات کے مطابق ہو تو انسان صحتمند اور توانا رہتا ہے اور اگر شوگر کی مقدار بڑھ جائے تو پھر انسان مختلف بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے اس کا بدن اندر سے کھوکھلا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دن بدن کمزوری کا شکار ہو کر کئی لاعلاج بیماریوں کا آماجگاہ بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح دنیا کی محبت کا معاملہ ہے کہ جب یہ ضرورت کے مقدار کے مطابق ہو تو نقصان نہیں دیتی مگر جب بڑھ جائے تو پھر مختلف روحانی بیماریوں کا سبب بن کر انسان کو جہنم کے ٹھکانے پر پہنچا دیتی ہے۔

برائی کی جڑ

جیسا کہ حضرت حسن بصریؒ کے مراسیل میں ہے کہ حب الدنیا رأس کل خطیئة دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور یہ بات تجربہ اور مشاہدے سے ثابت ہے کہ دنیا میں جب بھی فساد برپا ہوا، یا اہل حق کی مخالفت کی گئی، انبیاء کرام کی دعوت کو ٹھکرایا گیا تو سبب اور وجہ حب دنیا تھی مثال کے طور پر ہم ابلیس لعین کے واقعہ پر نظر دوڑاتے ہیں تو اس میں بھی مرکزی کردار دنیا کی محبت کا ہے کہ اگر میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر لیا تو پھر میں اس کا محکوم بن جاؤں گا اور میری عزت وعظمت میں کمی ہو جائے گی۔ یہی دنیا کی محبت کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار اور دائمی طور پر لعین ورجیم ٹھہرا۔ اسی طرح فرعون، ہامان، قارون، ابوجہل ابی بن خلف وغیرہ کے مردود ہونے کا سبب دنیا اور سرداری وحکمرانی سے محبت شدیدہ تھی۔

حرص

محترم سامعین! دنیا کی محبت صرف ایک بیماری نہیں بلکہ دنیا کی محبت کی وجہ سے انسان سینکڑوں بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے جیسا کہ حرص اور طمع کہ جب انسان دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو پھر اس کی لالچ اور حرص اور دنیا کی زیادتی کیلئے دن رات کوشش کرتا ہے اور جتنی دنیا اور دنیا کی سہولیات زیادہ کرتا ہے تو دل میں اس کا شوق مزید بڑھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ یہ مزید زیادہ ہو جائے ...... مزید زیادہ ہو جائے۔ اور دنیا کی مال ودولت اس کیلئے سکون کے بجائے مزید پریشانی

اور بے سکونی کا سبب بن جاتی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لوانا ابن آدم اعطی وادیا ملی من ذهب احب الیه ثانیاً ولو اعطی ثانیاً احب الیه ثالثاً ولا یسد جوف ابن آدم الا التراب ویتوب الله علی من تاب(بخاری)

''اگر آدمی کو سونے سے بھری ہوئی ایک پوری وادی بھی دے دی جائے تو وہ دوسری وادی کا طلبگار ہوگا اور اگر دوسری وادی دیدی جائے تو تیسری کا طلبگار ہوگا، اور آدمی کا پیٹ تو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے (یعنی مرنے کے بعد ہی انکی تمناؤں کا سلسلہ ختم ہوگا) اور جو توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیگا''

حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور مال کی کثرت انسان کی بھوک اور ہوس میں مزید اضافے کا سبب بنتی ہے اور یہ بات عام طور پر ہم سب جانتے ہیں کہ جب ہمارا بنک بیلنس ایک لاکھ ہو جائے تو کوشش ہوتی ہے کہ دو لاکھ ہو جائے، ایک دکان ہو تو کوشش میں رہتے ہیں کہ دو دکانیں ہو جائیں،اسی طرح ہر دنیاوی کاروبار کا یہ حال ہے کہ جتنا زیادہ ہو جائے تو اتنا ہی لالچ اور حرص مزید زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان کی زندگی کی خواہشیں ذکر فرماتے ہیں کہ

یکبر ابن آدم ویکبر معه اثنان حب المال وطول العمر(بخاری)

کہ ابن آدم بڑا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ دو خواہشیں بھی بڑی ہوتی ہیں (یعنی بڑھتی جاتی ہیں) ایک مال کی محبت اور دوسرے لمبی عمر۔

بہرحال حرص کی بیماری میں مبتلا انسان انتہائی پریشان کی زندگی بسر کرتا ہے اور دن رات اس کی سوچ اور فکر مال کے اضافے کی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ حلال اور حرام کی تمیز بھی کھو بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے حرام خوری، ظلم، سود خوری، دوسرے کے حق پر ڈاکہ ڈالنا، ملاوٹ حتی کئی جرائم کا ارتکاب کرتا ہے، اور معاشرے میں فساد وانتشار پھیلانے کا سبب بن جاتا ہے۔ تو اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم فرمان پر غور کریں کہ اس تمام نقصان کا سبب دل ہوا اور دل کی بیماری کی وجہ سے یہ فساد اور بگاڑ پیدا ہوا۔

حرص کا علاج

محترم حضرات! ہم کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہم جو پریشان ہیں تو اس کی بڑی وجہ دنیا کی محبت اور اس

محبت کی وجہ سے جو بیماری پیدا ہوئی وہ حرص ہے۔اب شریعت نے بیماری کی تشخیص تو کروا دی،اس کا علاج بھی موجود ہوگا۔تو بزرگان دین نے حرص کا علاج بھی تجویز فرمایا ہے۔ چنانچہ دنیا کی محبت اور حرص کو ختم اور کم کرنے کیلئے ہم سب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو مدنظر رکھنا ہوگا جس میں انہوں نے اس دنیا کی حقیقت اور مذمت بیان فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے

الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر

''کہ یہ دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔''

یعنی دنیا کی مثال مؤمن کیلئے قید خانہ اور جیل کی مانند ہے وہ اس جیل کے کسی بھی چیز کے ساتھ دل نہیں لگائے گا۔ بلکہ کوشش کرے گا کہ کسی طرح اس قید خانے سے باہر آجاؤں۔اور اس کی سوچ جیل خانہ آباد کرنے کی نہیں ہوتی بلکہ وہ باہر زندگی کے بارے میں منصوبہ بندی کرتا ہے تو اسی قیدی کی طرح مومن دنیا کو آباد اور زیادہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ بعد الموت زندگی سنوارنے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ کافر کیلئے یہی دنیا جنت ہے کیونکہ آخرت میں اس کے لئے تباہی ہی تباہی ہے اور دائمی قید خانہ جہاں نہ تو زندہ رہ سکے گا اور نہ ہی موت آئے گی لا یموت فیھا ولا یحی اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارک میں ارشاد مبارک ہے کہ

من احب دنیاہ اضرّبآخرته ومن احب آخرته اضرّ دنیاہ فاثروا ما یبقی علی ما یفنیٰ (مشکوٰة)

''جو اپنی دنیا سے لگاؤ رکھے گا وہ اپنی آخرت کا نقصان کرے گا اور جو اپنی آخرت پسند کرے گا، وہ اپنی دنیا گنوائے گا۔لہذا فنا ہونے والی دنیا کے مقابلے میں باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح دو۔''

دنیا کی حقیقت

بہر حال دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے حقیقی زندگی آخرت کی زندگی ہے دنیا کی زندگی غیر پائیدار اور عارضی ہے جبکہ مدمقابل آخرت کی زندگی دائمی اور مستقل ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں سمندر کے معمولی قطرہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ جب یہ یقین دل میں قرار پکڑ لے تو پھر انسان کے دل سے دنیا کی محبت اور حرص ختم ہو جاتی ہے۔اسی وجہ سے علماء کرام اس بات کی تلقین زیادہ فرماتے ہیں کہ بندہ کو جو کچھ بھی ملے اس پر شکر گزار بن کر یہ یقین رکھے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی رزق ،مال ،اولاد وغیرہ متعین فرمایا ہے اور اپنی مقررہ مقدار سے زیادہ کوئی بھی چیز میں حاصل نہیں کرسکتا تو وہ شخص غنی بن جائے گا جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

حصول غنی

لیس الغنیٰ عن کثرۃ العرض ولکن الغنیٰ غنی النفس (ترمذی)

''یعنی زیادہ اسباب اور سامان ہونے کا نام غناء نہیں ہے، بلکہ اصل غناء نفس کا غنی ہونا ہے (یعنی مطمئن ہونا ہے)''

اور یہ استغناء حاصل کرنے کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ

اذانظر احدکم الی من فُضِلّ علیه فی المال والخلق فلینظر الی من هو اسفل منه (بخاری)

''یعنی جب تم میں سے کسی شخص کی نظر ایسے آدمی پر پڑے جسے مال یا صحت وتندرستی میں فضلیت حاصل ہوتو اس شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے سے نیچے درجے کے آدمی پر نظر کرے''

اس ارشادگرامی کو اگر ہم زندگی کے ہر شعبے میں مدنظر رکھ یں تو کبھی بھی ان عظیم بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ ہر آدمی دنیا کی دوڑ میں اپنے آگے اور اوپر شخص پر نظر رکھتا ہے اور اس سے بڑھنا چاہتا ہے، اور اسی سبقت کی وجہ سے پریشان وسرگردان ہے، کہ کس طرح میں دنیا کے میدان میں فلاں رشتہ دار، دوست بھائی سے آگے ہوجاؤں، کیونکہ وہ مجھ سے آگے نکل چکا ہے۔ اگر ہم یہ سوچ لیں کہ فلاں مجھ سے کمزور، غریب، مسکین ہے اور میں الحمدللہ بہتر حالت میں ہوں تو اس سے انسان میں شکر کا مادہ پیدا ہوگا اور اپنی حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے گا۔ اور جب یہ شکرگزار بندہ بنے گا تو اس کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ برکت عطاء فرمائے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

لَئِن شَكَرۡتُمۡ لَأَزِيدَنَّكُمۡ وَلَئِن كَفَرۡتُمۡ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراهیم: ۷)

''اگر تم نے واقعی شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو یقین جانو میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

محترم سامعین! یہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے ہم دن بدن پریشانیوں میں پڑتے جارہے ہیں۔ کہ دنیا کی محبت کی وجہ سے ہم حرص، لالچ کی بیماریوں کا شکار ہیں اور اسی حرص نے ہمیں رشتہ داروں، دوستوں حتی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بھی دور کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتفاق اتحاد، آپس میں اخوت بھائی چارہ اور آخرت کی محبت نصیب فرما کر دنیا کی محبت اور اس کے ساتھ دنیاوی تمام پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات عطا فرمائے۔ آمین